ڈاکٹر عطش دُرّانی

ڈائریکٹر ملٹی میڈیا، اُردو ای لرننگ، شعبہ کمپیوٹر سائنس

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ساختیات برائے اطلاعیات: ادبی نظریے کی جدید ضرورتیں

Dr.Atash Durrani

Director Multi media, Urdu Learning, Department of computer seicne

Allam Iqbal Open Univerity, Islamabad

Structuralism for Informatics: Modern Needs of Literary Theory

The author is a founder of Urdu Informatics as a new discipline of research and development. He also developed Urdu database and motivated to create a literary theory for Urdu literature to be interpreted in the classroom. In this paper he presents structuralism as a basis for development of Urdu Informatics, a way of information to help Urdu critics. He thinks that though this literary theory is absolute now, yet it is useful in developing langue and parole. We can work in langue's syntagm and paradigm kinds. Both have a system of relation and with the help of these analyses we can build a database of literary relations and criticism in Urdu. So we can strengthen the discipline of Urdu Informatics.

خاص الفاظ واصطلاحات

۱۔	اطلاعیات(Informatics)	۲۔	بولیہ(Parole)
۳۔	ثنائی(Binary)	۴۔	چوحدی(Paradigm)
۵۔	اسطوریہ (Mytheme)	۶۔	ساختیات(Structuralism)
۷۔	صرفیات(Morphology)	۸۔	تشکیلیات(Deconstructionism)
۹۔	عمل کاری(Processing)	۱۰۔	عملیہ (Operation)
۱۱۔	فرضیہ(Hypothesis)	۱۲۔	کوائفیہ (Database)
۱۳۔	لسانیہ(Langue)	۱۴۔	محضر(Discourse)

۱۵۔ نحویہ (Syntagm) ۱۶۔ وقوف (Cognition)

خلاصہ

اُردو اطلاعیات کے فروغ اور اُردو کوانفیہ کا پروفارما تیار کرانے کے بعد اُردو میں ادبی نظریہ وضع کرنے کی تحریک مطمحِ نظر بنی۔ اس حوالے سے ایک ادبی نظریے ساختیات کو اُردو کوانفیہ سازی میں نسبتوں اور لسانی رشتوں کے حوالے سے موزوں پایا۔ ایسی معلومات کے بندھن اُردو کے نقاد کو اپنی سطح بڑھانے میں بے حد مدد دیتے ہیں۔ اگرچہ اب ساختیات کا نظریہ دم توڑ چکا ہے مگر اس میں لسانیہ (Langue) اور بولیہ (Parole) کے حوالے سے کام کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر لسانیہ کی دونوں اقسام: نحویہ (syntagm) اور چوحدی (paradigm) کی نسبتوں اور رشتوں کو کوانفیہ تیار کرنے میں استعمال کیا جا سکتا ہے، جو ادبی تعلق کو واضح کرنے اور یوں اُردو اطلاعیات کا دامن وسیع تر کرنے میں مدد دے گا۔

چند برس پہلے اُردو کو محض شعر و ادب اور اسی حوالے سے تنقید و تاریخ کا میدان سمجھا جاتا تھا۔ اُردو کے خاص علمی ضرورتوں کے تقاضے بھی سامنے لائے جاتے تھے مگر سائنسی شعور اور تکنیکی حوالوں سے اُردو میں تحقیق نہ ہونے کے برابر تھی۔ خاص طور پر اُردو اور کمپیوٹر ٹکنالوجی تو دو انتہائی الگ الگ میدان سمجھے جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ۱۹۸۰ء میں اُردو کمپوزنگ کا کام کمپیوٹر کے ذریعے ہونے کو کمپیوٹر ٹکنالوجی پر اُردو کی معراج سمجھ کیا گیا تھا۔ جامعات کے اُردو شعبے تو اُردو کی لسانی تحقیق سے بھی بلکہ اصولِ تحقیق سے بھی کوسوں دور تھے۔ پھر کہاں ادب اور زبان اور کہاں کمپیوٹر ٹکنالوجی۔ اُردو میں اطلاعیات (Informatics) کے ایک نئے ڈسپلن کی تخلیق و ترویج تو کسی کے حاشیۂ خیال میں نہ تھی۔ ۱۹۹۸ء سے مقتدرہ قومی زبان میں اس کے لیے ایک چھوٹا سا قدم اٹھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مائیکروسافٹ، آئی بی ایم، نوکیا، موٹورولا، آئی ایس او وغیرہ تک اس میں شامل ہوتے چلے گئے۔ دیکھنا یہ تھا کہ زبان میں کمپیوٹر فانٹ سے ترجمے، کوانفیہ سے سٹائل شیٹ تک کن کن امکانات کے حوالے سے استعمال میں آ سکتا ہے۔ ان سب مرحلوں اور وسعتوں کو اُردو اطلاعیات کا نام ملا۔

اُردو زبان میں کمپیوٹر ٹکنالوجی کے استعمال کی چوحدی (Paradigm) تو ابھی واضح نہیں، ادب، تنقید اور ادبی نظریے میں بھی اطلاعیات کے استعمال کے افق بھی روشن ہونے لگے ہیں۔

ساختیات (Structuralism) جیسا ادبی نظریہ اُردو میں غیر ضروری طور پر تنقیدی اصول بن کر گردش کرتا رہا مگر اس کے عملی انتقادی استعمال کی کوئی کوشش بھی کسی جامعاتی شعبے میں کہیں نظر نہ آئی۔ ساختیات جیسے ادبی نظریے کو اطلاعیات کے میدان میں جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے، اس کے پیشِ نظر اُردو اور پاکستانی زبانوں میں اطلاعیات کے استعمال کی کئی راہیں ہویدا ہوئی ہیں۔ خاص طور پر جب سے ڈاکٹر جیفرے بارڑیل (Jeffrey Bardzell) کا سافٹ ویر Structuralism to Informatics سامنے آیا ہے، اطلاعیات کے ادبی نظریے میں استعمال کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ اُردو کے کوانفیے (database) میں یہ پہلو بھی پیشِ نظر رکھنا ضروری ہو گیا ہے۔

اُردو اطلاعیات میں ہمیں کسی عبارت اور اس کے اندر استعمال ہونے والی گرامر کے باہمی رشتے کی رسمیات تلاش کرنا ہوگی۔ بنیادی فرضیہ (hypothesis) یہ بنتا ہے کہ ساختیاتی تجزیات اُردو کوانفیے کی تشکیل میں کارآمد ہو سکتے ہیں۔ اطلاعیات میں کئی ڈسپلن کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کمپیوٹر ٹکنالوجی تو محض ایک آلہ ہے، اصل رہنمائی لسانیات کی ہے یا پھر ادبی نظریوں (Theories) اور تحقیقی چوحدی (Paradigm) کا حوالہ موجود ہے۔ یوں کمپیوٹر، زبان، ادب، تحقیق اور فلسفہ جیسے ڈسپلن اس میں کام آتے ہیں، بلکہ نظریہ سازی کی

حدتک سائینٹیفک اندازِ نظر بھی ایک بنیادی کارآمد ڈسپلن ہے۔

ساختیات ایک تہ در تہ نظریہ ہے، جو اُردو میں کھلے ترجموں کے ذریعے وجود میں آنے والی کتابوں سے سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کے لیے دیگر زبانوں کے وسائل بھی استعمال کرنا پڑیں گے اور عملی طور پر اردو ادب میں نظریہ سازی کے لیے متوقع کاوشوں کے بعد ہی اس کے استعمال کی راہیں استوار ہوں گی۔ یہ نظریہ اُردو میں کوائفی ہ تیار کرنے، محضری تجزیات (Discourse Analyses) کے منصوبے بنانے، صوتیات اور علامتیات، کمپیوٹری گرامر اور فطری زبان کی عمل کاری (Natural Language Processing) میں بہت مدد فراہم کر سکتا ہے۔

ساختیات لسانیات کی ایک شاخ اور ایک ادبی نظریہ ہے جسے فرڈی نینڈ ڈی ساسر (Saussure) (۱۸۵۷ء-۱۹۱۲ء) سے منسوب کیا جاتا ہے اور جسے لسانیات کے روسی مکتبِ فکر پراگ میں جیکب سن نے بیسویں صدی کی چوتھی دہائی کے دوران میں فروغ دیا۔ یہ نظریہ ادب کی ثقافتی تشریح کے لیے استعمال میں لایا گیا۔ جیسے ولادی میر پراپ (Propp) نے تیسری دہائی میں انجام دیا یا کلاڈے لیوی سٹراس (Levi-strauss) نے چھٹی دہائی میں فیشن کی دنیا میں اس نظریے کو استعمال کیا یا پھر رولینڈ بارتھس (Barthes) نے ساتویں دہائی میں اسے خوراک اور تغذیہ کی عبارتوں کے لیے استعمال کیا۔ ساختیات ایک منظّم لسانیاتی طریق کار ہے جو تاثر، احساس اور جذبے کو بھی لسانی ساخت کے اندر ناپنے کی کوشش کرتا ہے۔ ٹوڈوروف (Todorov) کے الفاظ میں "ان عمومی قوانین کے علم پر مرکوز ہوتا ہے جو ہر فن پارے کی تخلیق سے پیدا ہوتا ہے مگر نفسیات اور عمرانیات وغیرہ جیسے علوم کے علی الرغم یہ ان قوانین کو اسی عبارت کے اندر تلاش کرتا ہے۔"[۱]

ساختیات انسانی وقوف (Cognition) کے حوالے سے معنی وضع کرنے اور تشریح کرنے میں مدد دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ جدید میں ادب فہمی میں لسانیات کو بنیادی مرکزی اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔ کیونکہ زبان کا منظّم اور رسمی مطالعہ ہی ہمیں معنویات کا صحیح ادراک دے سکتا ہے۔ یہ منظّم مطالعہ کمپیوٹر کی زبان میں منتقل کر دیا جائے تو ہمیں ادبی تجزیات کو بے لاگ، غیر جانبدار اور مصدقہ بنانے میں سرعت کے ساتھ مدد مل سکتی ہے۔

ساختیات کو ساٹھ کی دہائی میں اہمیت حاصل تھی اور اکیسویں صدی آنے تک یہ نظریہ پٹ چکا تھا[۲] اُردو میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر وزیر آغا، فہیم اعظمی اور ایسے دوسرے نقادادبی تنقید میں اس کے استعمال کو بس سانپ کی لکیر پیٹنے کی حد تک مشغول رہے۔ جیکوکس دریدا (Derrida) کی "عدم تشکیلیات" (Deconstructionism) نے اس کے پرخچے اڑا دیے جس کی خبر بھی اردو نقادوں کو نہ ہو سکی۔ یہ مابعد ساختیات کی طرح کا نقطۂ نظر نہیں۔[۳] بعد ازاں مائیکل فوکالٹ نے تو اسے بالکل دفن کر دیا۔ مگر لسانیات، کوائفیہ، اطلاعیات میں اس نظریے کی بازگشت ابھی سنائی دے رہی ہے۔

ساختیات کا بنیادی اصول ایک ایسے دعوے پر مبنی ہیں جو بول اور علامتوں کو قواعد اور قوانین میں پرکھتے ہیں۔ انھی اصولوں کے فہم سے کسی فن پارے (ادب، فیشن یا صناعی) کے محضر (discourse) یا عبارت میں وجوہاتِ معنی کی تلاش میں جھانکا جا سکتا ہے اور یہ کہ اس کے عقب میں کس قسم کی قواعدی ساخت کام کر رہی تھی۔ یہ اصول ثقافتی فن پاروں کو بھی پیشِ نظر رکھتا ہے، (جیسے فیشن میگزین، ہوٹل کا مینیو، ٹائم ٹیبل کی نشانیات وغیرہ)، دوسرے لفظوں میں ساختیات صرف علامات کو ملحوظ رکھتی ہے۔ یہیں سے ہم صداقت کی تلاش میں کسی نتیجے تک پہنچ سکتے ہیں۔ امبرٹو ایکسو کے الفاظ میں علامت ایسی چیز ہے جس کے ذریعے کذب بیانی کی جا سکتی ہے۔[۴]

اس کی روشنی میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ کسی علامت کے کوئی ذاتی معنی نہیں ہوتے۔ وہ نسبتوں کے کسی نہ کسی نظام کے اندر وجود میں آتے ہیں یعنی کسی سیاق وسباق میں جنم لیتے ہیں۔ اس سیاق وسباق کے نظام کا مطالعہ کرنا ہی ساختیات کا بنیادی فرض ہے۔ پھر علامت پیشگی فرض کے طور پر ایک نظام وضع کرتی ہے اور کسی نہ کسی ریاضیاتی نکتے کے اندر موجود ہوتی ہے۔ یہ نکتے باہم مربوط ہوتے ہیں۔ کیولر جیسا ماہر ساختیات اسی طرف توجہ دلاتا ہے۔[۵] مثلاً مجنوں کے معنی اٹھارھویں صدی کے نظام میں ایک اور علامت کے ہیں اور مجنوں کی علامت طبی کتابوں میں کسی اور معنوی نظام کا حصہ ہے جبکہ آج کیسویں صدی میں ہم اس سے کچھ اور مراد لیتے ہیں۔ اس نظریے کو سمجھنا اتنا آسان بھی نہیں کہ نقاد ہر لفظ اور علامت کے معنی ہر دور کے حوالے سے ڈھونڈتے پھریں۔ سیاق وسباق کے معنی میں بشریات اور عمرانیات، محضری اختلافات اور نوعی عبارات کی صرفیات (Morphology) میں پوشیدہ ہیں۔ ان سب پہلوؤں کی سطحیں واضح کرنا ہی اُردو کوائفیہ سازی کا ایک اہم اور مشکل مرحلہ ہے۔

آج تک ساختیات کو محض لوک ادب اور دیومالائی داستانوں کے مطالعے تک وسیع سمجھا جاتا تھا۔ اب اسے لسانیات میں متوازی قواعد، متضادات، مترادفات اور متبادلات کے حوالے باہمی نسبتوں کے مطالعے تک وسیع قرار دیا جاتا ہے۔[۶]

ساختیات کی رو سے زبان کی دو سطحیں (۱) سماجی سطح: لسانیہ (Langue) اور (۲) ذاتی سطح: بولیہ (Parole) علامات کے مجموعے سے متعلق ہیں۔ لسانیہ علامات کے مل کر اور بامعنی استعمال کے تحتی نظام سے متعلق ہوتی ہے اور بولیہ الفاظ سے متعلق ہے جو اصل صورت حال میں بولے لکھے جاتے ہیں یا لسانیہ پر منحصر ہوتے ہیں۔ لسانیہ مطالعہ کا صحیح موضوع ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کوئی انسان لسانیہ کو براہ راست نہیں بولتا بلکہ بقول کیولر ''لسانیہ نسبتوں اور متضادات کا ایک نظام ہے جس کے عناصر کو رسمی، متفرق اصطلاحوں میں بیان کیا جاتا ہے۔''[۷] یہاں لسانیہ کو ساسر نے نحویہ (Syntagm) اور چوحدی (Paradigm) میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی قسم ایک مکانی تسلسل میں علامات کا مجموعہ ہے۔ جیسے فاعل مفعول فعل کی نحوی ترکیب۔ جبکہ چوحدی ایک جیسے عناصر یا صنف کا مجموعہ ہے (اسما یا افعال کا)۔ روایتی لسانیات میں نحویہ حقیقی ہے جبکہ چوحدی مجرد ہے۔ رولینڈ بارتھس جیسے نقادوں نے ہوٹل کے مینیو سے اس کی تشریح کی ہے کہ جیسے ایک طرف سے دیکھیں تو مختلف اندراجات اور ڈشوں کے گروہ نظر آتی ہے (یعنی چوحدی تنظیم) اور دوسری طرف سے دیکھیں تو مختلف ڈشوں کی ترتیب (ابتدائی، درمیانی کھانے اور میٹھے وغیرہ)۔ یہ نحویہ ہے۔ یہ دونوں مل کر ہوٹل کا لسانیہ ظاہر کرتے ہیں لیکن جب ہم آرڈر/فرمایش کرتے ہیں تو یہ ہمارا بولیہ (Parole) ہے۔[۸] چونکہ کوائفیہ میں مواد چوحدی کے انداز میں جمع کیا جاتا ہے یعنی اپنی نحویہ سطح پر اس لیے عناصر کی نسبتوں اور رشتوں کا ایک سیٹ ہی تو ہوتا ہے۔[۹]

اس لحاظ سے ساختیات کے دو فائدے ہیں۔ ۱۔ رسمی ۲۔ معنی۔ لیکن کسی ادب پارے یا عبارت کے مفہوم یا تشریح سے اطلاعیات کو کوئی غرض نہیں بلکہ اس کی میکانیات سے غرض ہے جس سے معنی پیدا ہوتے ہیں۔

اطلاعیات سے پہلے ساختیات لوک ادب اور دیومالائی داستانوں کے تجزیوں کے لیے استعمال ہوتی رہی ہے۔ پروپ کا پراجیکٹ اس کی ایک مثال ہے۔ اس نے سو کے قریب روسی لوک کہانیوں کا تجزیہ کیا اور معلوم کیا کہ اگرچہ کرداروں کی تعداد اور نوعیت مختلف ہے لیکن سبھی مستقل محدود طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔ اس نے ۳۱ وظائف دریافت کیے جو ایک سے تسلسل میں وارد ہوتے ہیں۔ اس نے عمل کے سات دوائر یا کرداری رول معلوم کیے جن میں ہیرو، رقیب، مددگار، شہزادی، قاصد اور نقلی یا جھوٹا ہیرو (چوری کھانے والا مجنوں) وغیرہ

ہوتے ہیں۔ تمام لوک کہانیاں انھی کے گرد ایک سے انداز میں گھومتی ہیں چنانچہ ان کا ایک سا نظام پایا جاتا ہے۔ اسے لوک داستانوں کی گرامر کہا جاسکتا ہے۔[10]

اسی طرح سٹراس نے دیومالائی داستانوں کا تجزیہ کیا۔ اس کے نزدیک دیومالائی زبان اسے اسطوریہ (Mytheme) میں تقسیم کرتی ہے۔ اسطوریہ ایک سی نسبتیں ظاہر کرتے ہیں۔ ناطاقتی بمقابلہ طاقت، بے غرضی بمقابلہ خودغرضی۔ اس سے مسٹراس نے یہ نتیجہ نکالا کہ دیومالائی داستانیں عالمی ذہنی عملیوں (Operations) کو ظاہر کرتی ہیں۔ ایگلیٹن کے الفاظ میں ان کے ثنائی (binary) تضادات سامنے آتے ہیں۔[11]

ٹوڈوروف کے نزدیک افسانوی ادب تین سطحوں پر سامنے آتا ہے۔ ۱۔ معنویات (مواد سے)، ۲۔ نحو (ساخت، نسبتوں اور جڑنے کے اصولوں سے)، ۳۔ بیان (لفظیات، نقطہ ہائے نظر)۔ اس نے نحوی سطح پر زیادہ توجہ دی یعنی کہانی -- تسلسل -- قضیے -- اجزائے کلام -- قواعد اور تنقیدی تقسیم: کرداروں کے حوالے سے اسما، کاموں کے حوالے سے افعال، خوبیوں کے حوالے سے صفات۔[12] کوئی بھی عبارت اسم/کردار، فعل/عمل، صفت/خوبی کے طور پر سمجھی جاسکتی ہے اور انھیں حالت (محبت، خوشی وغیرہ)، معیار (اچھائی، برائی)، شرائط (مذہب، جنس، سماجی مرتبہ وغیرہ) تک محدود کیا جاسکتا ہے۔ اس میں ثقافتی قوانین اثر انداز ہوتے ہیں جو کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ اس سے تنقیدی بصیرت سامنے آتی ہے۔

اطلاعیات ان پہلوؤں سے یوں فائدہ اٹھاسکتی ہے کہ چونکہ ساختیات بشریات، ادب، تنقید، ادبی نظریے، لسانی فلسفے کا اظہار کرتی ہے، اس لیے کمپیوٹر کے شخص کو ایسا کوائفیہ بنانے میں مدد ملتی ہے جو ان سب کی نسبتوں سے مسلوں/ فائلوں کا نظام قائم کرسکتا ہے، مثلاً

۱۔ قصہ خوانی کا بیانیہ تجزیہ
۲۔ وڈیو گیم
۳۔ معنوی تعامل کے سلسلے
۴۔ ٹکنالوجی اور ثقافت کے تعلق اور نسبتیں
۵۔ استعاروں میں پوشیدہ انسانی شعور جسے ٹکنالوجی وضع کرسکتی ہے
۶۔ معنوی یا بے معنی علامات کا نظام
۷۔ معنی پہلے، علامت بعد میں
۸۔ معنی منظم طریقوں کے پابند ہیں
۹۔ معنی کی سطحیں: وضعی، رسمی، غیر رسمی، اصطلاحی وغیرہ
۱۰۔ تجنیس (حروف کی سطح پر، معنی کی سطح پر)
۱۱۔ تحریری زبان کے ساختیاتی فیچر اور بول چال کی بے ترتیب میں موجود ساخت (صوتیاتی سطح پر)
۱۲۔ الفاظ سے معنی اور معنی سے الفاظ، تراکیب اور جملوں تک کا سفر (منطقی ترتیب)

ایسی نسبتوں کے حوالے سے مقتدرہ قومی زبان میں ایسا ایک کوائفیہ مرتب کرنے کی کوشش کی گئی تھی جسے ایک ورکشاپ میں سند

بخشی گئی اور ایک پروفارما کی صورت دی گئی۔ کاش اس پر اُردو کا کوائفیہ بینک وجود میں آ سکے۔ کاش۔ پھر انگریزی کے بعد اُردو بینک ہی زبان کا سب سے بڑا بینک ہوگا۔ اس کوائفیہ بینک کے دوررس نتائج تو بے شمار ہوں گے جن کا قبل از وقت اندازہ لگانا مشکل ہے۔ دنیا بھر میں زبانوں پر تحقیق کا کام اس وقت زوروں پر ہے اور مزید یہ کہ کمپیوٹر کی آمد کے ساتھ ہی زبانوں پر تحقیق کے علم میں نئی اور وسیع تر جہتیں سامنے آنا شروع ہوئی ہیں۔ یہ مطالعہ سائنسی انداز میں شروع ہوا مگر اس سلسلے میں اُردو کو کہیں بھی کسی بھی سلسلے میں کوئی خاطر خواہ پذیرائی نہیں مل رہی تھی۔ اس قدم سے اُردو نہ صرف ایک جدید زبان کی حیثیت سے سامنے آئے گی بلکہ جدید تحقیق کے بند دروازے کھولنے میں مدد ملے گی جس کے بارے میں آج تک کوئی بھی نہ سوچ سکا اور نہ اس انداز میں زبان کا حق ادا کیا جا سکا۔ یہ پہلا قدم مقتدرہ کے مرکز فضیلت برائے اُردو اطلاعیات نے اٹھایا ہے جس کی عصر حاضر میں انتہائی ضرورت تھی۔ یہ کوائفیہ اُردو کے محققوں، طلبہ اور اُردو کے پڑھنے اور جاننے والوں کے لیے ایک بیش قیمت سرمایہ ثابت ہوگا۔

حواشی/حوالہ جات

1. Tzvetan Todorov, **Introduction to Poetics**, Tr.by Richard Howard, University of Minnesota, Minneapolis, 1981, P.6
2. See: http://en.wikipedia.org/wiki/literary_theory
3. See: http://en.wikipedia.org/wiki/deconstructionism
4. Umberto Eco, **A Theory of Semiotics**, Tr.by, Willium Weaver, Indiana University Press, Bloomington,
5. See: Jonathan Culler, **Structuralist Practices: Structuralism, Linguistics, and the Study of Literature**, Cornell University Press, Ithaca, Ny, 1975, P.11
6. See: Terry Eagleton, **Literary Theory**, University of Minnesota, Minneapolis, 1984, P.96
7. Culler, **Op.cit.**, P.11
8. Robert Scholes, **An Introduction to Structuralism,** Yale University Press, New Harven, CT, 1974, P.149
9. Lev Manovich, **Language of New Media**, MIT Press, Cambridge, 2001, PP.230-33

10. See: Vladimir Propp, **Morphology of the Folktales**, University of Texas, Austin, 1970.

11, Eagleton, **Op.cit.**, P.104

12, Todorov, **Op.cit.,**P.17